محرم

کے

فضائل و مسائل

افادات

حضرت مولانا مفتی ابوالناصر ذاکر عبیدی صدیقی

مرتبہ

مفتی مجد القدوس خبیب رومی

دار الافتاء، محلہ مفتی، شہر سہارن پور

محرم کے فضائل ومسائل

الحمدلله وکفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

برادرانِ ملت! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سالِ گذشتہ (۱۴۳۴ھ) ختم ہوکر نیا اسلامی سال (۱۴۳۵ھ) اپنی تمام برکتوں کے ساتھ ہمارے لئے آن پہنچا۔ یہ ماہِ مبارک اوراس کی دسویں تاریخ کا دن بارگاہِ قدس میں بڑی فضیلت رکھتا ہے۔

لہٰذا ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے۔ ماہِ محرم کی صحیح عزت وقدر یہ ہے کہ اس میں جن کاموں کا انجام دینا باعث برکت وثواب ہے ان کو خیال رکھ کر کیا جائے اور جن کاموں سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، ان سے پرہیز کیا جائے۔ اس ماہ میں خصوصیت کیساتھ جو کام کرنے چاہئیں وہ دو ہیں۔

ایک یہ کہ فرائض، واجبات اور سنن مؤکدات کو انجام دیتے ہوئے نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزۂ رمضان کے علاوہ تمام روزوں میں افضل روزہ عاشوراء کا ہے۔ (مسلم) نیز آپؐ نے فرمایا ”مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ سے کہ عاشوراء کا روزہ گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا۔“ (جمع الفوائد) یعنی گذشتہ سال جس قدر بھی صغیرہ گناہ ہوئے ہوں، اس روزے کی برکت

سے معاف ہو جائیں گے۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا ''تم عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس روزہ کے رکھنے میں یہود کی مخالفت کرو۔ (اس طرح کہ) عاشوراء سے ایک دن پہلے کا (یا) ایک دن بعد کا روزہ رکھو۔'' (جمع الفوائد) (ہمارا مسلک فقہ حنفی بھی یہی ہے کہ تنہا عاشوراء کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔) دوسرا کام یہ ہے کہ اس روز اپنی وسعت و گنجائش کے مطابق اپنے اہل و عیال کے لئے کھانا وغیرہ اچھا اور زیادہ پکائے اور اس دن اس بارے میں فراخ دلی سے کام لے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل و عیال پر نفقہ میں وسعت کرے اللہ تعالیٰ پورے سال اس پر نفقہ میں وسعت فرمائے گا۔ (جمع الفوائد) اب رہے وہ کام جن سے بچنا ضروری ہے ان کے متعلق عرض ہے کہ ہر وہ کام جو عام دنوں میں گناہ ہے۔ اس کا خاص فضیلت والے ماہ یا دن یا وقت میں کرنا اور زیادہ برا ہے۔

اس لئے اس ماہ کی صحیح تعظیم یہ ہے کہ اس میں خصوصیت کے ساتھ تمام گناہوں سے سخت پرہیز کا اہتمام کیا جائے۔ بدعت کے تمام کام تمام دنوں میں حرام اور گناہِ کبیرہ ہیں، لہٰذا ماہِ محرم میں ان کا کرنا بہت برا اور بڑا گناہ ہے۔ یاد رکھئے کہ اہل بیت کرامؓ سے محبت اور ان پر گذرے ہوئے مصائب سے دل میں رنج و افسوس محسوس کرنا ہر مسلمان کی ان سے محبت

اور سعادت کی علامت ہے۔ لیکن ان کے مصائب پر ہر سال غم کا دن منانا اور ماتم کرنا بدعت و ضلالت ہے۔ ہمارے اہل سنت و جماعت کے مذہب میں یہ سب باتیں ناجائز ہیں۔ نوحہ و ماتم کرنا زمانۂ جاہلیت کی رسم ہے۔ اسلام ان تمام رسوم کو مٹانے کیلئے آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض تین شخص ہیں، ایک وہ جو حرم شریف میں گناہ کرے، دوسرے وہ جو مسلمان ہوکر جاہلیت کی رسوم اختیار کرے، تیسرے وہ جو بلاوجہ شرعی کسی مسلمان کے خون کا پیاسا ہو۔''

(بخاری)

تاریخ عرب سے ثابت ہے کہ نوحہ و ماتم کا کفار ومشرکین میں بڑا رواج تھا اور جب ہمارے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھنے میں بھی یہودیوں کے طرزِ عمل کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے تو بھلا مشرکین اور کفار کی رسوم حضورؐ کو کیسے گوارا ہوسکتی ہیں؟ لہٰذا یہ عمل جس طرح ایک مسلمان کو اللہ کے غضب کا مستحق بناتا ہے، اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ناراضگی کا بھی باعث ہے۔ اظہارِ غم حسینؓ کے سلسلہ میں دوسرے کام مثلاً زیور اتار ڈالنا، سیاہ لباس پہننا، گوشت کھانا چھوڑ دینا وغیرہ یہ سب کام شرعاً ناجائز ہیں۔ تعزیہ بنانا، اس میں چندہ دینا، عَلَم، پنجے، شدے وغیرہ بنانا، ان کی تعظیم کرنا، ان پر چڑھاوے چڑھانا،

ہار پھول ڈالنا، ان کو متبرک چیز سمجھ کر ان کے ذریعہ حضرت سیّدنا حسینؓ سے مرادیں مانگنا، ان کا جلوس نکالنا، ڈھول بجانا، کھیلنا کودنا،، کھچڑے کا اہتمام کرنا، شربت کی سبیلیں لگانا، جوگی یا فقیر بننا، باگھ، شیر، ریچھ اور لنگور بننا اور تماشا دکھاتے پھرنا اور بخشش مانگنا اور ایسے لوگوں کو دینا، ایسے بددینوں کے جلوس کو دیکھنا یہ سب کام بعض ناجائز بعض حرام اور بڑے گناہ ہیں اور یہ سب امور جاہلیت میں داخل ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ''یاد رکھو کہ تمام جاہلیت کے کام میرے قدم کے نیچے ہیں۔'' (جمع الفوائد) مطلب یہ کہ میں نے ان سب کو مٹا دیا ہے۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ جن چیزوں کے مٹانے میں ہمارے حضورؐ نے تیئیس (۲۳) برس تک لگاتار کوشش فرمائی، آج ہم مسلمان ہی ان کو زندہ اور قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

مسلمانو! خدا کے غضب سے ڈرو، ان کاموں سے توبہ کرو اور حضورؐ کے منشاء کے مطابق تم بھی ان بدعات و رسوم کے مٹانے میں جان توڑ کوشش کرو۔ ان بدعات کی تاریخی حیثیت یہ ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں جب کفر کی تمام طاقتیں شکست کھا گئیں اور دشمنانِ اسلام کو کھلم کھلا مقابلہ میں کامیابی نہ ہو سکی تو انہوں نے منافق بن کر خفیہ طور پر فتنہ پردازی شروع کی تاکہ اسلامی حکومت کی طاقت کو کم زور کر دیں۔ ان کا سب سے پہلا فتنہ وہ

تھا جو حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوا (اور اس وقت بھی ان کا فتنہ ایران، عراق اور شام وغیرہ میں جاری ہے)۔ اس فساد کا بانی ایک یہودی عبداللہ بن سبا تھا جو زمانۂ خلافتِ عثمانی میں مدینہ آ کر بظاہر مسلمان بن گیا تھا، مگر اس کے دل میں ترقیٔ اسلام پر حسد کی آگ بھڑک رہی تھی۔ یہ کچھ دن مدینہ ٹھہر کر فتنہ کی تدابیر سوچتا رہا۔ پھر یہاں سے بصرہ پہنچا، وہاں اس نے ایک ڈاکو حکیم بن جبلہ سے ساز باز کی اور پھر محبت علیؓ کا دعویٰ کرتے ہوئے آپ کے فضائل بیان کر کر کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ پھر حضرت علیؓ کے وصیٔ رسولؐ اور خلیفۂ بلا فصل ہونے کا خیال پھیلایا۔ جب کافی لوگ ہم نوا ہو گئے تو اب عاملین خلافت عثمانیؓ (گورنروں) کے خلاف شکایات کا جال بچھایا اور پھر آپ کو خلافت سے معزول کرنے کی تحریک کی جس کے نتیجہ میں حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کا سانحہ پیش آیا۔ پھر اس فتنہ سے جنگ جمل واقع ہوئی، جس میں چالیس ہزار مسلمان جاں بحق ہوئے۔ پھر اسی تحریک کے اثر سے جنگ صفین ہوئی جس میں صرف تیس گھنٹے کے اندر ستر ہزار مسلمان جاں بحق ہوئے۔

اسی دوران میں اس نے خلفاءِ ثلاثہؓ کو نعوذ باللہ غاصبِ خلافت اور کافر قرار دیا اور پھر آخر میں حضرت علیؓ میں خدائی طاقت وقوت ہونے کا خیال پھیلایا اور اس میں اتنا غلو پیدا کیا کہ حضرت علیؓ میں خود خدا حلول کر آیا ہے، نعوذ باللہ منہ۔ ابن سبا کے یہ تمام خیالات کم علم عام مسلمانوں، گاؤں،

دیہاتوں اور جنگلوں کے رہنے والے بدوؤں نے زیادہ تر قبول کیے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہی خیالات ان کے عقائد بن گئے اور اس طرح اسلام کی ملت واحدہ میں مختلف فرقے پیدا ہو گئے۔ ابن سبا کے یہ باطل خیالات عقیدوں کی حیثیت سے آج تک سبائیوں میں بدستور چلے آرہے ہیں، جن کی بنیاد وہی محبت اہل بیت میں غلو اختیار کرنا ہے۔ انہیں سبائیوں میں سے ایک جماعت نے حضرت علیؓ سے اس بنا پر کہ آپ نے حضرت معاویہؓ سے مصالحت کیلئے چند اصحابؓ کو حَکَم تسلیم کر لیا تھا آپ سے بغاوت اختیار کی اور تقریباً ۵ ہزار فوج کو گمراہ کر کے مقام نہروان میں حکومت قائم کر لی، انہیں کو خوارج کہا جاتا ہے۔

سبائیوں کے اس فرقہ نے سازش کر کے خفیہ طور پر مسجد کوفہ میں امیر المومنین حضرت علیؓ کو شہید کرایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلمانو! یہ ہے وہ تباہ کن اسلام دشمنی جو حب اہل بیت اطہار کی آڑ لے کر اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ برتی گئی۔ اس مختصر بیان کی تفصیل کیلئے تاریخ کی معتبر کتابوں کا مطالعہ فرمائیں، مثلاً روداد کربلا، زوال بغداد، گذشتہ لکھنؤ، تاریخ ہند ذکائی، علماء ہند کا شاندار ماضی وغیرہ۔ الغرض محرم کی تمام رسوم دراصل اس سبائی تحریک سے اپنا معنوی تعلق رکھتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس ناپاک تحریک کے تمام نشانات صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی

کوشش کرنی چاہئے۔

برادرانِ ملت! اللہ کا حکم ہمارے لئے یہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کرنے کے کام تمہارے پاس لائے ہیں ان کو اختیار کرو اور جن کاموں سے آپؐ نے منع فرمایا ہے ان سے رُک جاؤ۔ جن کاموں سے حضورؐ نے ہم کو روکا ہے، ان میں سے ایک چیز بدعت بھی ہے جس کی آپؐ نے بہت زیادہ مذمت بیان فرمائی ہے، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ محرم کے سلسلہ میں جس قدر خرافات کیے جاتے ہیں، یہ سب بھی بدعات میں داخل ہیں۔ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ یہ کام دراصل اسی یہودی ابن سبا کی تحریک کی یادگار ہیں، جن کا ذکر کیا جا چکا ہے اور شہادتِ سیّدنا حضرت علیؓ تک مختصر واقعات گوش گذار کیے گئے ہیں۔ اب آگے سنئے کہ حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ بھی وہی سبائی جماعت کے فریب خوردہ لوگ تھے، لیکن چونکہ حضرت حسنؓ کا رجحانِ طبع حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کی طرف تھا۔ نیز آپ کو اہل کوفہ کی بے وفائی کا متعدد بار تجربہ ہو گیا تھا، اس لئے آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لی اور سبائی لوگ آپ کو جنگ پر آمادہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب حضرت امیر معاویہؓ کو معلوم ہوا کہ

حضرت سیّدنا حسنؓ صلح کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے سادہ کاغذ پر پیشگی دستخط منظوری لکھ کر بھیج دیئے کہ حضرت حسنؓ اس کے اوپر اپنے شرائط صلح تحریر فرما دیں۔ سبحان اللہ یہ تاریخی مصالحت تھی جو حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت سیّدنا حسنؓ کے درمیان ہوئی جس کی نظیر آج تک دنیا پیش نہیں کر سکی ہے۔

البتہ آپ کے بعد حضرت سیّدنا حسینؓ کو حصولِ خلافت کیلئے ابھارا اور اپنی امداد کے متعلق خطوط کی بھرمار کر دی جن پر اعتماد کے نتیجہ میں کربلا کے خونیں واقعات ظہور پزیر ہوئے۔ قاتلانِ حضرت حسینؓ دراصل کوفہ کے یہی سبائی تھے۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے قاتلانِ حسینؓ کی خانہ تلاشی)

الغرض حضرت حسینؓ شہید ہو گئے، لیکن سبائی فتنہ اب بھی ختم نہ ہوا۔ سبائیوں کو خارجی پارٹی نے جنہوں نے حضرت علیؓ سے بغاوت کی تھی، ان میں سے ایک شخص مختار بن عبید ثقفی تھا۔ وہ موقعہ پا کر سبائی پارٹی میں آملا اور شہادتِ حسینؓ پر بہت غم و غصہ کا اظہار کیا اور عوام میں مقبولیت حاصل کر کے حضرت محمد بن الحنفیہؒ (حضرت سیّدنا علیؓ کے صاحبزادے) کے مہدی موعود ہونے کا پروپیگنڈا کیا اور اپنے کو ان کا داعی و مبلغ ظاہر کیا۔ جب لوگ اس کے خوب گرویدہ ہو گئے تو انتقام خونِ حسینؓ کے نام پر ان کو جمع کر کے ۶۴ھ میں کوفے پر قابض ہو گیا اور غم حسینؓ کی پالیسی کو خوب

رواج دیا۔ اس سلسلے میں بہت سی بدعات ایجاد کیں۔ جاہلیت کی رسوم مثلاً سوگ منانا، ماتم کرنا، سینہ کوبی کرنا وغیرہ کو خوب پھیلایا کیونکہ اسی پالیسی سے اس کو حکومت ملی تھی۔ پھر ۶۵ھ میں اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ سرکاری کاغذات میں خود کو مختار رسول اللہ لکھنے لگا۔ اس اثنا میں ایک شخص طفیل بن جعدہ کو جب تنگدستی نے ستایا تو اس نے ایک تیلیوں کی پرانی کرسی کو بنا سنوار کر مختار کے سامنے پیش کیا اور کہہ دیا کہ یہ حضرت علیؓ کی کرسی ہے۔ مختار نے اظہارِ محبت علیؓ کی پالیسی کے ماتحت ان کو بہت انعام دیا اور اس کرسی کا نام تابوتِ سکینہ رکھ کر مشہور کیا کہ یہ خدا نے تمہارے لئے نازل کی ہے۔ پھر اس کا جلوس بڑی دھوم دھام سے نکالا اور لوگوں کا اس سے ایسا عقیدہ قائم کر دیا کہ وہ اس کرسی پر منتیں ماننے لگے۔ طفیل بن جعدہ خود کہتے ہیں کہ مجھے اپنی اس حرکت پر بہت افسوس ہوا کہ میری اس حرکت سے کتنا بڑا فتنہ اور گمراہی پھیل گئی۔ اعمش ہمدانی جو اسی زمانے کے بزرگ ہیں اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہ میں حلفاً کہتا ہوں کہ تمہاری کرسی ہرگز تابوتِ سکینہ نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم عبداللہ بن سبا کی امت ہو۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ مختار ہی نے سبائی رافضیوں میں رسم تعزیہ داری جاری کی تھی، جس سے یقین ہوتا ہے کہ یہی کرسی تعزیہ داری اور کاغذی تابوت سازی کی اصل بنا ہوگی۔

ماتم ونوحہ کی ایجاد: مختار ثقفی نے محرم ۶۴ھ میں ماتم ونوحہ کی رسم بدنکالی۔ پھر معزالدولہ (کٹر سبائی) نے جو مطیع للہ خلیفہ کا وزیر اعظم تھا، بغداد میں بزورِ حکومت عشرۂ محرم میں نہایت دھوم دھام سے رسم ماتم جاری کی اور تبرا کا اضافہ کیا۔ (تاریخ ابن خلدون)

۱۸/ذوالحجہ ۳۵۱ھ کو اسی نے بغداد میں عید منانے کا حکم دیا جس کا نام عید غدیر رکھا، جس میں خوب ڈھول بجائے گئے، خوشیاں منائی گئیں، کیونکہ اسی تاریخ میں حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کیا گیا تھا۔ ۳۵۲ھ کے شروع میں اس نے حکم دیا کہ ۱۰/محرم کو غم شہادت حسینؓ منانے کیلئے تمام دُکانیں بند کی جائیں۔ شہر ودیہات کے تمام لوگ ماتمی لباس پہنیں اور علانیہ نوحہ کریں، عورتیں بال کھولے، چہرے سیاہ کر کے کپڑے پھاڑے ہوئے سڑکوں بازاروں میں مرثیہ پڑھتی ہوئی نکلیں۔ سبائیوں نے اس حکم کی بخوشی تعمیل کی مگر اہل سنت دم بخود خاموش رہے۔ پھر اسکے اگلے سال ۳۵۳ھ میں سنیوں کو بھی بالجبر حکم دیا کہ وہ بھی شریک ہوں، جس پر فساد اور خوں ریزی ہوئی۔ اسکے بعد سبائیوں نے ہر سال اس حکم کو بجالانا شروع کر دیا۔

ظاہر ہے کہ یہ سب کام جو مختار مذکور اور معزالدولہ نے کئے یا کرائے اسی سبائی تحریک سے تعلق رکھتے ہیں، پھر ابن سبا کی تحریک پر چلنے والوں میں بڑے بڑے ملحد، زندیق اور بے دین لیڈر پیدا ہوئے جنہوں نے

لاکھوں سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کیا، لاکھوں کو قتل کیا، جس سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت جانی ومالی اور دینی نقصان پہنچا۔ یہ فتنے عراقِ عرب میں پھیلے جس کی سرحد ایران سے ملتی ہے، لہٰذا بعد میں سرزمین ایران ہی ان کا گہوارہ بن گئی اور آزربائجان، اصفہان، طوس، قلعہ المموت، خراسان ان فتنوں کے مرکز رہے۔ سبائیت کی شاخ اسماعیلیہ واثناعشریہ کا فتنہ ایران میں سب سے زیادہ پھیلا۔ ایران ان بد مذہب سلطنتوں کا ایک ہزار برس تک پایۂ تخت رہنے کی وجہ سے سبائیت کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔

ایران سے یہ بلا ہندوستان بھی آئی: یہاں ۱۴۲ھ میں منصور عباسی نے عمرو بن حفص کو سندھ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ ہندوستان میں یہ پہلا شخص ہے جو سبائیت کی نجاست اپنے دل ودماغ میں لئے ہوئے یہاں آیا۔ اسی کے زمانے میں عبداللہ اشتر، محمد بن عبداللہ کی طرف سے داعی بن کر سندھ آیا۔ گورنر مذکور نے اس کی دعوتِ سبائیت کی پوری تائید کی۔ پھر ۲۵۸ھ میں سبائیت کی ایک شاخ قرامطہ جب عراق میں کامیاب نہ ہوسکی تو ایران وہندوستان کی طرف رُخ کیا۔ یہاں تک کہ ۳۶۵ھ میں ان کی حکومت ملتان میں قائم ہوگئی اور کشمیر میں ایک سبائی شاہ میر قلندری لباس میں ستیہ دیو کی راجدھانی کے زمانہ میں آکر مقیم ہوا، جس نے اس تحریک کو خوب پھیلایا۔ نیز بابر بادشاہ کی مدد کیلئے ایران سے

جو سترہ ہزار فوج ہندوستان آئی تھی وہ سب سبائی تحریک سے متاثر تھی۔ پھر ہمایوں نے جب شاہِ ایران سے مدد طلب کی تو اس فوج میں سب کے سب سبائی ہی تھے۔ گجرات اور دکن میں تقریباً چھ بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جو پوری طرح سبائی تحریک کے علَم بردار تھے۔ جنوبی ہند میں ایک عرصہ تک سبائیوں کا اجتماع رہا ہے۔ ۱۰۱۶ھ میں جو مغل پردیسی تمام جنوبی ہند سے جمع ہو کر حیدر آباد میں آ کر بسے تھے، یہ سب سبائی اور رافضی تھے۔

لکھنؤ بھی عرصہ تک سبائیت کا مرکز رہا ہے: امین الدین خان نیشاپوری کا پورا خاندان سبائی تھا جو عرصہ تک یہاں حکومت کرتا رہا۔ ان سبائیوں نے بدعات میں مزید اضافہ کیا۔ سب سے پہلے ۱۲۱۳ھ میں آصف الدولہ نے لکھنؤ میں امام بارہ بنوایا اور غازی الدین حیدر کی بیگم نے امام العصر کی چھٹی منانا ایجاد کیا اور موتی محل کے قریب نجف اشرف (حضرت علیؓ کا فرضی مزار) بنوایا۔ پھر اس کے بیٹے نے یہاں سب سے پہلے بناوٹی کربلا بنوائی۔ پھر محمد علی شاہ وامجد علی شاہ نے امام باڑے بنوائے۔ پھر واجد علی شاہ نے مرثیہ خوانی کو خوب ترقی دی۔ یہ سب کٹر سبائی عیش پرست اُمراء تھے۔

مرثیہ خوانی دراصل کوفہ سے سبائی تحریکات کے سلسلہ میں ایران آئی جہاں سلاطین صفویہ کے زمانہ میں اس کو فروغ ہوا۔

پھر لکھنؤ کے نوابوں نے ایران کی جانشینی کا حق ادا کیا۔

سوز خوانی ہندوستان میں رافضیوں ہی سے شروع ہوئی۔ چونکہ یہ موسیقی کی ایک شاخ ہے، اس لئے جلد رائج ہوگئی یہاں تک کہ ہندو بھی تعزیہ داری کر کے سوز خوانی کا لطف اٹھانے لگے۔ محرم کا لباس بھی اس سلسلہ میں لکھنؤ میں ایجاد ہوا۔ سیاہ اور نیلے رنگ کے کپڑے غم وسوگواری کیلئے مناسب سمجھے گئے، اس لئے ان کو اختیار کیا گیا۔

ان نہایت مختصر تاریخی حالات سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ محرم کی اکثر بدعات کا تعلق دراصل ابن سبا یہودی کی تحریک سے ہے، جس نے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

بدعاتِ ولادت ووفات

بدعاتِ محرم کی اصل حقیقت واضح ہونے کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولادت ووفات کی رسوم کا سرچشمہ بھی بتلا دیا جائے۔ لہٰذا گذارش ہے کہ مسلمانوں میں موت وحیات کی اکثر رسوم کا سرچشمہ ہندوؤں سے اختلاط اور میل جول کا نتیجہ ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ وہ مسلمان مغل بادشاہ جنہوں نے ہندوستان پر حکومت کرنے اور اس کو مضبوط بنانے کیلئے ہندوؤں سے اختلاط اور میل جول کی پالیسی اختیار کی اور راجپوتوں میں خصوصاً اپنے ازدواجی تعلقات قائم کئے۔

اور ہندوؤں میں بکثرت شادیاں کیں، ان سے رشتہ داری کے تعلقات بڑھا لئے، اس ہندو نواز پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ رفتہ رفتہ نامعلوم طریقہ پر ہندوانہ رسم و رواج، ان کا تمدن اور تہذیب ہندو اصولِ معاشرت مسلمانوں میں پھیلتے چلے گئے۔ پہلے پہل بادشاہوں اور امراءِ سلطنت کے گھرانوں میں ان کا دخل ہوا، پھر ان بڑوں کی دیکھا دیکھی عوام نے بھی ان کا اثر لیا، یہاں تک کہ اب مسلمانوں میں سینکڑوں رسوم و رواج ایسے راسخ ہو گئے جن کو دین اسلام کی تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

مسئلہ: ماہِ محرم میں شادی بیاہ کرنا شرعاً ممنوع اور ناپسندیدہ نہیں ہے۔

برادرانِ ملت اسلامیہ! یہ ہے ان بدعاتِ محرم اور رسوم موت و حیات کی اصل حقیقت کہ یہ چیزیں فاسق و فاجر اور بے دین لوگوں کی ایجاد کردہ ہیں، جن کو زبردستی مذہبی رنگ دے دیا گیا ہے ورنہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ان کا کچھ بھی تعلق نہیں، اس لئے ہمیں ضروری ہے کہ ہم اپنے گھروں، خاندانوں اور شہروں سے ان غلط رسوم کو مٹانے کی کوشش کریں۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ان لغویات سے پاک و صاف کرے اور مرتے دم تک دین اسلام کے صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ ہماری گذشتہ غلطیوں، گناہوں کو معاف فرمائے اور اپنے دین متین کی، اپنے رسولِ پاک اور آپ کے اہل بیت (ازواجِ

مطہراتؓ وبنات طیباتؓ) کی سچی محبت واطاعت نصیب فرمائے۔سبائی تحریک کی شرکت وحمایت اور رسوم جاہلیت و بدعات اور خرافات سے حفاظت فرمائے۔اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔

(ماخوذ از خطباتِ موعظت بتغیر یسیر)

